سہانی خُوشی

شبینہ گُل

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

افسانہ

شبینہ گل

سہانی خوشی

خصوصی افسانہ برائے سالگرہ نمبر

وہ سہانی خوشی تھی۔
تین بھائیوں کی کل ملا کے نو نرینہ اولادوں کے بعد ملنے والی خوشی۔ تو اُس کا نام سہانی خوشی سے بہترین کوئی اور کیسے ہوسکتا تھا۔ اور یہ نام اسے اُس کے مرحوم دادا نے دیا تھا۔ جو خود اپنے لیے بیٹی کی خواہش کرتے کرتے تین بیٹوں کو پال پوس کر بڑا کرتے رہے۔ اور پھر ان تینوں کے بھی بیٹوں کی خبریں سن سن کر بالآخر بے زار ہو چلے تھے۔ جب سب سے چھوٹی بہو سے انہیں یہ سہانی خوشخبری ملی تبھی انہوں نے اُس کا اتنا سہانا نام رکھا۔

پھر ان کی بھی یہ آخری اولاد ثابت ہوئی۔
کلیم احمد کے داؤد، عباد اور عبید' وسیم احمد کے فواد، جواد' نعمان اور عمران' ندیم احمد کے ارحم اور عاصم اور پھر...... سہانی خوشی۔ سب سے چھوٹے ندیم اور رومانہ سہانی خوشی کے پا کے یکدم گھر کے بادشاہ و ملکہ بن بیٹھے۔

کئی کنال پر محیط وائٹ پیلس میں یہ خاندان برسوں سے یگانگت و محبت سے بسا ہوا تھا اور تینوں بھائی شہر کی سب سے بڑی مارکیٹ کے سب سے مہنگے شاپنگ مال' وائٹ مال' کے مالکان تھے۔

اور یہ شاید دنیا کا وہ واحد گھرانا ہوگا جہاں بیٹوں کی پیدائش پر مردمنہ بناتے تھے۔

ایسے میں سہانی خوشی کی آمد نے ان کے وائٹ پیلس کو دھنک رنگ پیلس میں بدل دیا۔ وائٹ کلر امارات اور شاہانہ پن کا تاثر دیتا ہے۔

پھر سہانی خوشی کے آنے پر لڑکوں کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سنو وہائٹ کی چھڑی پھیر کر پل میں اسے پنک پیلس میں بدل دیتے۔

سہانی خوشی کی پیدائش پر پورے ایک ماہ تک خوب خوشیاں منائی گئیں، روز مٹھائیاں بٹتیں، لنگر تقسیم ہوئے، خاندان بھر میں تحائف بٹے، پورے شہر کے یتیم خانوں میں دیگیں بھجوائی گئیں۔ غرض یہ کہ خوشی کے اظہار کا جو بھی طریقہ ان کی سمجھ میں آتا تھا وہ بس کر گزرے۔ پورے ایک ماہ تک ان کا گھر باہر برقی قمقموں اور اندر گلابوں سے سجا رہا۔

گھر کا سب سے بڑا بیڈ روم کلیم صاحب اور شائستہ کا تھا۔ انہوں نے وہ خالی کر کے دوسرا کمرہ لیا اور ان کے کمرے کو ملک کے نامور انٹیریئر ڈیکوریٹر سے سہانی خوشی کے لیے مکمل پنک اور وائٹ کلر اسکیم میں سیٹ کروایا گیا۔

وہ تھی تو ندیم اور رومانہ کی بیٹی لیکن اسے سبھی اتنا چاہتے تھے کہ کوئی اجنبی کبھی تخصیص نہ کر پاتا کہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

درحقیقت وہ اولاد کس کی ہے۔ وہ تھی بھی اتنی ہی پیاری۔ یوں لگتا کہ اُس کی دنیا میں آمد اسی لیے اس قدر تاخیر سے ہوئی تھی کیونکہ وہ اب تک تمام خاندان کا حسن سمیٹ کر جمع کرتی جارہی تھی۔ دل موہ لینے والے نین نقش اور چہرے پر بکھری بلا کی معصومیت، جو دیکھتا بس دیکھتا رہ جاتا۔ اُس کو نظر اتنی لگتی تھی کہ اُس کی چھوٹی تائی فضیلہ کی تو باقاعدہ نظر اتارنے کی ڈیوٹی لگادی گئی تھی۔

اُس کی پرورش میں تو پھر وہ وہ احتیاطیں کی گئیں وہ وہ نادر اصول آزمائے گئے کہ ملکہ الزبتھ بھی کیا آزماتی ہوگی شہزادیوں کی پرورش میں۔ وہ وائٹ پیلس کی شہزادی ہی تو تھی۔ لیکن لاڈ پیار کے باوجود اس بات کو ملحوظ خاطر رکھا گیا تھا کہ اُس کی شخصیت کی اعلیٰ تعمیر ہو۔ بگاڑ کسی صورت نہ آنے پائے۔ وہ حاسدین جو سمجھتے تھے کہ خوشی انتہائی تک چڑھی مغرور اور بدتمیز لڑکی بنے گی وہ سب انگلیاں منہ میں دابے آنکھیں پھاڑے اُس کا اخلاق دیکھا کرتے تھے۔ اُس کی اعلیٰ پرورش کے لیے مانو گھر کے سب بچوں کی نئے سرے سے تربیت کی گئی۔ اور پھر محنت کا نتیجہ بھی کبھی صفر نکلا ہے بھلا؟

وہ ایک آئیڈیل لڑکی میں ڈھل کر جوان ہوئی تھی۔ اگر گھر والے اس پر جان چھڑکتے تھے تو وہ بھی اپنی جان اپنا دل ان کے لیے ہتھیلی پر لیے پھرتی تھی۔

اس کی برتھ ڈے، اسکول کالج رزلٹ اور دیگر تمام خوشیاں کسی قومی تہوار کی طرح منائی جاتی تھیں۔

بس پھر اتنی خوشیاں منا منا کر ہی گڑبڑ ہوگئی۔ وہ جب خود بڑی ہوئی تو سیلی بریشن اُس کی گھٹی میں رچ بس گئی تھی۔ ذرا ذرا بات پر ٹریٹ، پارٹی، گفٹ اور سیلی بریشن۔ داؤد جو گھر کا سب سے بڑا بیٹا تھا اور تمام رسومات کو فضول سمجھتا تھا وہ ہمیشہ جل کر کہتا۔

''اور منائیں اُس کی پیدائش کی خوشیاں عالمی سطح پر، اس نے تو پوری زندگی کو ہی سیلی بریشن بنا ڈالا ہے۔ چھلاوی نہ ہو تو......''

سب کا قہقہہ بلند ہوتا اور چھلاوی کا منہ پھول کر پھول گوبھی بن جاتا۔ پھر اسے منانے کے لیے بھی سیلی

Downloaded From
Paksociety.com
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

بریشن ترتیب دی جاتی۔ ورنہ وہ نہ مانتی تھی۔ بس یہی ایک خرابی رہ گئی تھی اس میں۔ لیکن یہ کسی کو بھی خرابی یا خامی نہیں لگا کرتی تھی۔

کیونکہ وہ ان کی خوشی تھی۔ سہانی خوشی۔ دھیرے دھیرے اسے احساس ہوا کہ گھر میں صرف اسی کی خوشیوں کو سیلی بریٹ کیا جاتا ہے۔ اس کے بھائیوں اور کزنز میں اُس کی جان تھی۔ سو اس نے عاصم اور ارحم کو بٹھا کر خفیہ میٹنگ کی جس کے نتیجے میں گھر کے لڑکوں کی بھی خوشیاں منائی جانے لگیں۔ داؤد نے سر تھام لیا۔

''یہ برتھ ڈیز، اینورسریز، سب فضولیات ہیں، وقت اور پیسے کا ضیاع، مغرب کی اندھی تقلید۔'' وہ بگڑتا تو خوشی اپنی بڑی بڑی آنکھیں پٹپٹا کر اُسے دیکھتی اور اٹھلا کر کہتی۔

''آپ کی بھی تو برتھ ڈے سیلی بریٹ ہوا کرے گی نا داؤد بھائی۔''

اور داؤد بھائی اُس کی میٹھی نظروں کی تاب نہ لا پاتے۔ چپ کر کے اُڑنچھو۔ خوشی اسے اپنی فتح سمجھتی، باقی سب بھی......

لیکن داؤد......

لیکن پھر بھی وہ ان کی ایکٹوٹیز میں شریک نہ ہوتا۔ تب خوشی تلملاتی۔

''بورنگ، ڈل، خشک، آدم بیزار۔'' اور اس کے چیلے ایک ایک لفظ پر سر دھنتے جاتے۔ وہ بول بول کر تھک جاتی پھر کئی دنوں تک داؤد کی عدم موجودگی اور عدم دلچسپی کا قلق دل میں دبائے پھرتی رہتی۔ بس وہ واحد چیز تھی جو وہ دل میں دبائے ہی رہتی تھی۔

تو جناب جس دن خوشی نے اپنی بیسویں سال گرہ کا کیک کاٹ کر تحائف وصول کیے۔ اسی دن اُس کے ممی ڈیڈی نے اُس کا پہلا اور آخری پروپوزل وصول کیا۔

بھئی آخر وائٹ پیلس کے سب سے بڑے ولی عہد کے لیے شہزادی کا منصب سنبھالنے کو خوشی کے سوا کوئی اور کیسے ہو سکتی تھی۔ وہ پیدائشی شہزادی تھی۔ داؤد احمد کے دل کی پوشیدہ خواہش، ہزاروں نظریاتی اختلافات کے باوجود۔

لیکن دوسری طرف تو سونامی ہی برپا ہو گیا۔ بھاں بھاں کر کے انتہائی بھدے طریقے سے روتی خوشی، رومانہ کو پریشان کر گئی۔

''داؤد بھائی سے شادی نہیں ممی پلیز۔'' اب ایک طرف اتنا ہیرا لڑکا اور دوسری طرف چہیتی لاڈلی کے ہیروں سے بھی بیش قیمت آنسو۔ وہ تو بُری پھنسیں۔

ندیم صاحب کو بلایا گیا۔ ان کے بھی قابو سے باہر۔ اب ان قیمتی جواہر کا یوں ٹپکنا اور ضائع ہونا کیسے روکیں بھلا۔ ان دونوں میاں بیوی کو خوشی کی بدولت ملکہ بادشاہ کی مسند پر بٹھا دینے والے بڑے بھائی بھابی کے دل کا ارمان تھی وہ۔ اور وہی حقدار بھی تھے۔ کریں تو کیا کریں۔ پھر ارحم اور عاصم کو بلوایا گیا۔

اپنی سیلی بریشن ٹیم کے خاص اہلکار اور اس کے جان سے پیارے راج دُلارے بھائی جب سامنے آ بیٹھے تو اسے بولتے ہی بنی۔ اور جب بلی تھیلے سے باہر آئی تو ان دونوں کے پیٹ میں گدگدیاں بھر گئی۔ ان کے چھت پھاڑ قہقہے سُن کر رومانہ دہل کر اُس کے کمرے کی طرف بھاگیں۔ اندر کا منظر حیران کن تھا۔

ایک طرف خوشی کی آنسو بھری بلکہ جواہرات بھری آنکھیں دوسری طرف گدگدیوں سے کارپٹ پر لوٹ پوٹ ہوتے ارحم اور عاصم۔

''بات کیا ہے کچھ پتا تو چلے۔'' رومانہ جھنجلا گئیں۔ اور بات کھلی تو......رومانہ نے سر تھام لیا۔

شہزادی سہانی خوشی کو اعتراض اس بات پر تھا کہ داؤد اسے کبھی بھی خوبصورت طریقوں سے برتھ ڈیز اور اینورسریز وش نہیں کرے گا۔ ویلنٹائن ڈے پر ریڈ روز اور ریڈ ڈریس نہیں دلائے گا......اور......اور......اور......

داؤد کے ناکردہ گناہوں کی فہرست لمبی تھی۔ جو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ابھی اس سے سرزد ہونے تھے۔ رومانہ دائیں بائیں سرہلاتی واپس مڑ گئیں۔ ان کے دماغ میں داؤد کا جملہ گونجا۔

''اور منائیں اِس کی خوشیاں عالمی سطح پر۔ اس نے تو پوری زندگی کو ہی سیلی بریشن بناڈالا ہے۔''

''کتنا سچ کہتا ہے داؤد۔ ہم نے تو گویا دودھ میں گھول کے پلادی سیلی بریشن اس چھلاوی کو۔''

وہ دونوں ہاتھوں سے سرتھامے بیڈروم میں گئی تھیں اور پھراور پھر......

آپ نہیں پہنچ سکتے وہاں تک جہاں تک سہانی خوشی کی پہنچ ہے۔ مسئلہ سپریم کورٹ میں لے جایا گیا اور وسیم احمد اور فضیلہ کو جج بنایا گیا۔ باقی سب وکلاء تھے وہ بھی خوشی کے۔ داؤد بنا وکیل کے محض ملزم کے کٹہرے میں کھڑا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ عادی مجرم ہے اس لیے کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں۔ کیس بس یونہی لڑا جارہا تھا فیصلہ تو سب کو معلوم ہی تھا۔ خوشی خاندان بھر کی لاڈلی تھی۔ اس کی ہر بات کو جائز مانا جاتا تھا۔ ویسے ایک سیلی بریشن کے خبط کے علاوہ اس کی خواہشات ناجائز ہوتی بھی نہ تھیں۔ وہ سمجھدار بچی تھی اور سمجھدار لڑکی میں ڈھلی تھی۔ سو داؤد کو بس شرائط سنائی گئیں۔ جو اس نے سرجھکا کر ہی سُنیں اور سرجھکا کر ہی مان لیں۔ کیس کا فیصلہ خوشی کو بھی سنایا گیا۔ اس نے بھی سرجھکا دیا۔

نری ڈرامہ بازی......

کوئی نہیں جانتا تھا بس وہی جانتی تھی کہ اس نے ایویں ڈرامہ کیا تھا، داؤد اسے دل کی گہرائیوں سے عزیز تھا۔ وہ اس کے دل و دماغ کے کونے کونے چپے چپے پر قابض تھا۔ لیکن یہ خاموش محبت تھی۔ کم از کم خوشی کی محبت کو تو خاموش ہی ہونا چاہیے تھا۔ اس کی باقی خواہشات کی زبان جو اتنی لمبی تھی۔ بس وہی کافی تھا۔ محبت کے منہ پر اس نے ہمیشہ صمد بانڈ لگا کے رکھا تھا۔ خوشی سراپا خوشی تھی۔

وہ داؤد کے دل کی بھی پوشیدہ خوشی تھی۔

باوجود اپنے بچکانہ پن، جذباتی پن اور لاڈلے پن کے وہ اسے اچھی لگتی تھی چاہے مزید جتنے بھی 'پن' اس میں شامل ہوجاتے، وہ اس کے دل کی رانی تھی۔ وہ اس سے محبت کرنے میں خود کو مجبور پاتا تھا۔ لاکھ اختلافات کے باوجود۔ اور اختلافات میں ہی تو اصل حسن ہے۔ بس اک آگ تھی جو دونوں طرف برابر لگی تھی۔ لیکن یہ ٹھنڈی میٹھی آگ تھی۔ جو جلاتی نہ تھی، رُلاتی اور تڑپاتی بھی نہ تھی۔ بس مسکاتی تھی۔ ان دونوں کے چہروں پر، ایک کو مسکراتا دیکھ کر دوسرا خود بخود مسکرا اٹھتا۔ لیکن پتا ایک کو بھی نہ لگتا۔ بظاہر دونوں مشرق مغرب تھے۔

بالآخر شادی کا دن بھی آپہنچا۔ وہ تمام رسومات کے شدید مخالف تھا لیکن اُس کی خوشی تمام رسومات کی اتنی ہی دلدادہ تھی۔ بس دل پر پتھر رکھ کر تمام نخرے بھگتائے۔ اور بالآخر وہ رخصت ہوکر اس کے بیڈروم میں پہنچادی گئی۔ رخصتی کے وقت سب گھر والے ایسا پھوٹ پھوٹ کے روئے تھے کہ اسے اپنا آپ مجرم مجرم لگنے لگا تھا۔

''یا خدا...... ایک کمرہ تبدیل ہونے پر اتنا رونا دھونا۔'' وہ سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔ لیکن خوشی محترمہ اس وقت ساری خوشی بھلائے غموں کے ریکارڈ برابر کرنے میں مصروف تھی۔ میک اپ واٹر پروف تھا نا۔

''یار اگر تمہیں کمرہ چھوڑنے کا اتنا دکھ ہے تو ہم کل ہی ساری سیٹنگ تمہارے بیڈروم میں کروالیں گے۔'' اس نے خوشی کے کان میں سرگوشی کی تو اس نے رونا دھونا موقوف کرکے اسے ایسی ظالم نگاہوں سے گھورا کہ وہ سٹپٹا کر رہ گیا۔ ساتھ ہی خاندان کے بڑوں کی گھوریوں کو بھی سہنا پڑا۔ پھر وہ چپ ہی کرگیا۔ آدھے گھنٹے کی طویل برداشت کے بعد یہ سن ساٹھ کا فلمی سین ختم ہوا تو اسے سکون ملا۔

داؤد اپنے بیڈروم میں خوشی کو دیکھ کر سرشار سا تھا۔ خوشی اس گلابوں سے بھرے حسین وجمیل بیڈ پر بیٹھی تھی۔ سی گرین اور مہندی کنٹراسٹ کے بے حد

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رزیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

بھاری کامدار ڈیزائنر لہنگے میں ملبوس، اپنے ڈریس کے وزن کے بالکل مخالف انتہائی ہلکا پھلکا مگر خوبصورت میک اپ کیے نازک سی جیولری پہنے وہ پرستان کی پری لگ رہی تھی یا محلوں کی شہزادی، اپسرا لگ رہی تھی یا قلوپطرہ...... داؤد فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔
جب وہ یونہی کھڑا سوچ میں گم دیکھتا رہا تو تنگ آ کر اس نے سر اٹھایا۔ لیکن داؤد کی بدلی بدلی نگاہیں دیکھ کر پھر سے جھکا لیا۔ وہ بھی چونکا اور پھر سائیڈ ٹیبل کی دراز سے ایک مخملیں باکس نکال کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ باکس کھول کر اُس کے آگے کیا۔ اُس کی نظریں خیرہ ہوگئیں۔ بے حد نازک مگر خوبصورت ڈائمنڈ سیٹ تھا۔ اُس کی نگاہوں میں پسندیدگی دیکھ کر اس نے سیٹ آگے کیا۔ خوشی نے ناراضی سے اسے گھورا۔
''کیا ہوا؟'' وہ پھر حیران ہوا۔
''دیا آپ نے تو پہنائیں بھی آپ۔ اتنا بھی نہیں پتا۔'' وہ ناراضگی سے بولی تو داؤد ٹپٹا گیا۔
''امتحان شروع۔ ہیلپ می ربا۔'' اس نے دل میں دعا کرتے ہوئے اوپر دیکھا تو خوشی کی گھوری میں سختی آ گئی۔
''ہائے ظالم نظروں سے۔'' وہ گنگنایا تو خوشی جھینپ کر سر جھکا گئی۔ داؤد کو سکون ہوا لیکن اگلے ہی لمحے سکون غارت۔
اس کے سر پر جمے دوپٹے کو جمائے رکھنے کے لیے ہزاروں پنیں کسی عمارت پر لگے قمقموں کی طرح نصب تھیں۔
''اب یہ...... پنیں تو کھولو۔ دوپٹے کے اوپر سے بھلا کیسے پہناؤں؟'' وہ ہکلایا تو خوشی نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا کہ وہ پانی پانی ہوگیا۔
''اب کیا ہوا؟''
''آپ کو اتنا بھی نہیں پتا کہ یہ پنیں بھی آپ ہی ہٹائیں گے۔ رومینٹک ہزبینڈز یوں ہی کیا کرتے ہیں۔'' وہ حقیقی شرم بھلا کر مصنوعی پن سے لجائی اسے زہر لگی۔
''بڑی آئی کترینہ کیف کی جانشین۔'' وہ جل ہی تو گیا۔
''مجھے تو نہیں پتا۔ البتہ تم یہ بتاؤ کہ تمہیں ''کیا کیا'' پتا ہے۔ مجھے تو بس ایک ہی بات پتا ہے جو'' رومینٹک ہزبینڈز'' کو پتا ہونی چاہیے۔'' داؤد نے لہجہ بدلا تو غبارے میں سے ساری ہوا نکل گئی۔ شرمانا اٹھلانا بند۔ نخرے بند۔ بس پھر آگے کا کام آسان...... ساری ڈیمانڈز بھول کر خوشی صاحبہ تھوڑی سینے سے چپکا کر بیٹھ گئیں۔
بس پھر تو گویا داؤد احمد کو گیدڑ سنگھی ہاتھ آ گئی۔ پتا نہیں مثال درست ہے یا غلط۔ بہر حال، مطلب آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ اب جہاں خوشی صاحبہ رومینس کے پرپرزے نکالنا شروع کرتیں وہیں داؤد صاحب یہ گیدڑ سنگھی نکال لیتے۔ اور خوشی رفو چکر، اس کے ساتھ اُس کے رومینٹک خیالات بھی رفو چکر۔
لیکن کب تک؟
خوشی بھی آخر سہانی خوشی تھی۔
بکرے کی ماں کب تک خیر مناتی۔ بہر حال...... اس کی بھی شامت آ ہی گئی۔ جب شادی کے بعد خوشی کی برتھ ڈے آئی۔ ججز اور وکلاء دھرنا دے کر میدان میں آ گئے۔
مطالبات کٹھن تھے۔
برتھ ڈے کے لیے رات بارہ بجے شاندار سیلی بریشن، اس کے بعد برتھ ڈے والے روز خاص طور پر خوشی کے لیے فائیو اسٹار ہوٹل میں ڈنر اور بیش قیمت گفٹ۔ اس کے علاوہ ڈنر اور رات میں گھر پر کی جانے والی سیلی بریشن دونوں کے لیے الگ الگ ڈریسز مع لوازمات، اب تک تو سب کچھ سرپرائز ہوا کرتا تھا لیکن داؤد چونکہ اس معاملے میں چغد تھا اس لیے اسے سب کچھ سمجھانا پڑ رہا تھا۔
رات بارہ بجے جب ڈیٹ چینج ہوئی تب تو داؤد نے سب کچھ کر دکھایا۔ بادل نخواستہ ہی سہی، لیکن خوشی صاحبہ خوش تھیں۔ شاندار ڈریس، شاندار پارٹی کا انتظام اور سب کے گفٹس، یہ سب ہر سال ہوتا تھا لیکن

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

داؤد شامل نہیں ہوتا تھا۔ اس بار وہ شامل تھا تو خوشی کی خوشی کا رنگ ہی نرالا تھا۔ سارے گھر والے مسرور و مطمئن، اُن کا فیصلہ صائب تھا۔ وہ دونوں آپس میں خوش تھے۔ نوکروں کی فوج کے باوجود خوشی داؤد کے چھوٹے چھوٹے کاموں کے لیے خود مصروف رہا کرتی تھی اور جب وہ گھر پر ہوتا تب بھی اسی کے گرد پھرتی رہتی۔ کبھی چائے، کبھی کافی، کبھی پانی کبھی کچھ کبھی کچھ۔ وہ لونگ بھی کیئرنگ تھی۔ سو اگر تھوڑا ناز دکھاتی تھی نخرے کرتی تھی تو داؤد کو قبول تھا۔ اُس کی خوشی کی خاطر وہ پبلک ریلیشنز بھی کرنے لگا تھا۔ جو بھی تھا وہ اُس کی محبت تھی، شریکِ سفر تھی۔ ابھی بچپنا باقی تھا۔ آہستہ آہستہ ذمہ داریاں پڑتیں تو خود بخود سنجیدہ ہو جاتی۔ وہ پُرامید تھا۔ لیکن قدرت نے کچھ اور طے کر رکھا تھا۔

رات کو پبلک ریلیشن کے بعد سب کو سوتے سوتے دو بج گئے۔ داؤد اپنے بابا اور چچاؤں کے ساتھ دن گیارہ بجے تک مال جایا کرتا تھا۔ سیکنڈ شفٹ میں فواد جواد اور ارحم وغیرہ بھی جایا کرتے تھے۔

اس روز ڈنر کے ساتھ ساتھ داؤد کا کچھ آؤٹنگ کا بھی پلان تھا۔ وہ دونوں اکیلے کم ہی نکلتے تھے۔ عموماً جو بھی پروگرام بنتا تھا وہ فیملی کا بنتا تھا۔ سو آج کے دن کے حساب سے وہ دونوں ایکسائٹڈ تھے۔ داؤد نے اُس کے لیے سرپرائز گفٹ بھی لے رکھا تھا۔

لیکن یہ دنیا انسان کے ارادوں پر نہیں چل رہی۔ یہاں ہم ایک قدم اٹھانے کے لیے بھی اُس رب ذوالجلال کے 'کُن' کے محتاج ہیں۔

وہ وائٹ مال سے نکلنے والا تھا جب ایک شور سا اٹھا۔ وہ اس چار منزلہ شاپنگ مال میں بچوں کے سامان والا فلور مینج کرتا تھا۔ باقی تمام جگہوں پر اُس کے بابا اور چچا کے بیچ ڈیوٹیاں تقسیم تھیں۔ جن میں سب کے بیٹے برابر مدد کیا کرتے تھے۔ داؤد نے اپنے فلور پر ہیلپ کے لیے اس دن ارحم کو بلوایا تھا اور چارج اسے دے کر وہ نکلنے والا تھا جب وہ ہنگامہ اٹھا۔ وہ اور ارحم دونوں باہر نکلے۔ کسی کلائنٹ کا مسئلہ تھا۔

اور کلائنٹ جب خاتون ہو تو مسئلہ اُلجھتا بھی بری طرح ہے اور سلجھتا بھی دیر سے ہے۔ وہ خاتون کسٹمر اپنے بچے کے لیے کچھ شاپنگ کر کے گئی تھیں اور ایک ہفتے بعد ان کو اس میں کچھ خامیاں نظر آئی تھیں۔ مال کا اصول تھا کہ کسی شکایت کی صورت میں تین دن کے اندر اندر رابطہ کرنا ضروری تھا۔ اس کے بعد مالکان کی ذمہ داری نہ ہوتی تھی۔ اب وہ خاتون ایک ہفتے بعد شکایات لے کر آ گئی تھیں۔ اور اچھا خاصا تماشا کھڑا کر دیا تھا۔ شاپنگ مال کی ساکھ کا سوال تھا۔ گو کہ اس وقت موجود کسٹمرز بھی اس خاتون کو سمجھا رہے تھے اور مالکان کو فیور کر رہے تھے لیکن پھر بھی بات اگر پبلک ہو جائے تو مخالفین کو موقع مل جاتا ہے۔ خاتون کا بیٹا کچھ زیادہ ہی لاڈلا تھا اور اب وہ اس کے لاڈ کے قصیدے پڑھ رہی تھیں۔ وہ پورے مال کو بتا دینا چاہتی تھیں کہ ان کا بیٹا پورے شہر کا لاڈلا شہزادہ بلکہ کوہ قاف کا شہزادہ ہے۔ اور داؤد اور ارحم کڑھ رہے تھے۔

''ایک اور سہانی خوشی۔'' ارحم بڑبڑایا تو داؤد محض سر ہلا کر رہ گیا۔ معاملہ اتنا بڑھ گیا کہ اوپر کے فلورز سے کلیم، وسیم اور ندیم صاحب کو بھی بلوانا پڑ گیا۔ اس عورت کا شوہر بھی آ گیا۔ آؤٹنگ ڈنر سب فراموش ہو چکا تھا۔ دوسری طرف سہانی خوشی صاحبہ کا رو رو کے برا حال تھا۔ شائستہ اور رومانہ اسے تسلیاں دیے جا رہی تھیں اور فضیلہ ایک کے بعد ایک تمام نمبرز پر کالز ملا ملا کر انگلیاں تھکا رہی تھیں لیکن کوئی بھی فون پک نہیں کر رہا تھا۔ عصر سے مغرب اور پھر عشاء ہو چلی تھی جب بالآخر کلیم صاحب نے کال بیک کر کے اپنی بیوی شائستہ کو مختصراً سارا معاملہ سمجھایا اور خوشی سے بھی بات کر کے تسلی دی۔ اُس کے آنسو تو رُک گئے البتہ دل ملال سے بھر گیا۔ اسے اتنے گھنٹوں میں ایک بار بھی داؤد سے گِلہ نہیں ہوا۔ وہ بس پریشان تھی کہ خدا جانے ایسا کیا ہوا ہے جو ایک بھی بندہ فون پک نہیں کر رہا نہ ہی کال بیک کر رہا ہے۔ پریشان تو تینوں بیگمات بھی تھیں لیکن وہ اپنی پریشانی بھلائے خوشی کو پُرسکون کرنے میں ہلکان ہو رہی تھیں۔ جو باپ،

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

چچاؤں، بھائیوں اور شوہر ایک ایک کا نام لے لے کر روئے جارہی تھی۔ اُس کا دل اتنا ہی نازک تھا۔ برتھ ڈے، آؤٹنگ، ڈنر وہ بھی سب کچھ فراموش کیے اُجڑے حلیے میں بیٹھی تھی۔ میک اپ آنسوؤں میں بہہ کر ڈھل چکا تھا۔ بال بکھر چکے تھے اور آنکھیں سوج گئی تھیں۔ ان تینوں خواتین کو اب اُس کی فکر ستا رہی تھی۔ سہانی خوشی جو جلد ہی ان کے گھرانے کو مزید خوشیوں سے نوازنے جارہی تھی۔

تو بس کلیم صاحب سے بات کر کے وہ قدرے پُرسکون ہوئی۔ وہاں ملک کے انوکھے شہزادے کی ماں کو نئے سرے سے شاپنگ کروائی جارہی تھی اور وہ ایک ایک چیز میں ہزار کیڑے نکال نکال کر نخوت سے رد کرتی جارہی تھی۔ کلیم صاحب نے داؤد کو کئی مرتبہ گھر بھیجنا چاہا لیکن وہ بھی ضد میں آ گیا تھا۔

''ہم بھی خوشی کی خاطر اعلیٰ سے اعلیٰ شاپنگ کرنے میں اسی طرح پوری مارکیٹ کو ناکوں چنے چبوا دیا کرتے تھے اور پھر فخر سے اپنی کارگزاری بیان کرتے تھے۔ ان محترمہ کی گود میں موجود بچہ بھی آپ خوشی جیسا ہی سمجھیں اور اب اس بلا کو میری زندگی کی سزا کے طور پر مجھے ہی جھیلنے دیں۔ یہ مشن اب میں ہی پورا کروں گا کیونکہ آپ لوگوں نے مجھے آل ریڈی بیوی کی صورت میں ایسا ہی بچہ تھمایا ہوا ہے اور آپ لوگ بھی ایسے ہی والدین بنے پھرتے ہیں۔'' دوٹوک انداز اور دبے دبے مگر سخت لہجے میں کہتا داؤد کلیم صاحب سمیت سبھی کو آئینہ دکھا گیا۔ پھر وہ کچھ نہیں بولے۔ پھر تین گھنٹے لگا کر داؤد نے ان محترمہ کو مطمئن کر کے شاپنگ مال کے دروازے تک رخصت کیا۔ وہ داؤد سے از حد امپریس ہوگئی تھیں اور جاتے جاتے اسے اپنے شہزادے کی برتھ ڈے میں انوائٹ کر گئی تھیں۔ جس کے سلسلے میں یہ سب کھڑاگ پھیلایا گیا تھا۔ داؤد نے خون کے گھونٹ پیتے ہوئے وہ آسمانی کارڈ پکڑا تھا اور گمان غالب تھا کہ وہ انہیں گاڑی تک چھوڑنے چلا جاتا تبھی ارحم نے اُس کا بازو پکڑ کر اسے کھینچ لیا۔ وسیع وعریض پارکنگ میں کھڑی اس عورت کی گاڑی ریورس ہو کر پارکنگ سے باہر نکلی اور داؤد نے وہ کارڈ ارحم کے ہاتھ پر پٹخا اور دھپ دھپ کرتا باہر نکل گیا۔

جس وقت وہ گھر پہنچا جملہ خواتین اُس کی نازک اندام سہانی خوشی کے آگے جوس سے بھرا جگ رکھے اسے پلانے پر مصر تھیں اور وہ ایک ایک گھونٹ پر نخرے کر رہی تھی۔ داؤد سلگ اُٹھا۔ اسے دیکھتے ہی خوشی گلاس میز پر پٹخ کر تیزی سے آگے بڑھی اور اس کے بازو پکڑ کر بے چینی سے بولی۔

''آپ ٹھیک ہیں؟'' وہ اب اس کا چہرہ اور ہاتھ ٹٹول رہی تھی۔

''آپ آئیں جوس پئیں آپ تو بالکل ایگزاسٹ ہورہے ہیں۔ آئیں، آئیں نا۔'' وہ اسے کھینچتی ہوئی سینٹر ٹیبل تک لے آئی اور زبردستی صوفے پر بٹھا کر اپنا گلاس تھما دیا جس میں سے اس نے صرف ایک ہی گھونٹ بھرا تھا۔ خواتین نے اُٹھ جانا مناسب سمجھا۔ ان دونوں کی توجہ صرف ایک دوسرے پر تھی۔ تینوں آنٹیز یا ممیز مسکراہٹیں دباتی اِدھر اُدھر ہوگئیں۔

ٹھنڈے ٹھار فریش اورنج جوس کا بڑا سا گھونٹ بھرتے ہی داؤد کے اندر بھڑکتے الاؤ یکدم بجھ گئے۔ اردگرد گل وگلزار اُگ آئے۔ سامنے بیٹھی خوبصورت مگر متفکر سی اُس کی نصف بہتر...... اُس کی شکایتیں ہمیشہ کی طرح اندر ہی دم توڑ گئیں۔ پل میں اسے سمجھ آ گیا تھا کہ سب لوگ کیوں اسے اتنا چاہتے تھے۔ وہ تھی ہی ایسی، تو بس پھر......سات خون معاف۔

پھر خوشی تو کہیں جانے پر راضی نہ تھی اُس کا اصرار تھا کہ داؤد اب ریسٹ کرے لیکن داؤد بضد تھا۔ سو وہ ڈنر کے لیے نکل پڑے۔ تب ہی داؤد کو شاپنگ مال میں ڈرامہ کرنے والی آنٹی بالکل حق بجانب لگی تھیں۔ اسے اپنا آپ بھی اس وقت بالکل آنٹی آنٹی لگ رہا تھا، اپنی شہزادی کی خوشی کی خاطر اتنے گھنٹوں کی خواری بھلائے ڈنر پر جاتے ہوئے وہ اب ان آنٹی کی فیلنگز بخوبی سمجھ رہا تھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پھر جب انتہائی پُر تکلف ڈنر کے بعد اس نے خوشی کو سرپرائز گفٹ دیا...... وہ جڑاؤ کنگن جو اسے ایک دن ایک فیشن میگزین دیکھتے ہوئے پسند آیا تھا۔ وہ اس کی کلائی میں پہنا کر داؤد نے مسکرا کر اسے دیکھا تو وہ مسکرا بھی نہ سکی۔

''کیا ہوا؟ تمہیں پسند تھا نا یہ کنگن۔'' اور خوشی کے نین کٹورے جواہرات سے بھر گئے۔

''اگر آج کچھ ایسا ویسا ہو جاتا تو داؤد۔ یہ برتھ ڈے میری ساری عمر کے لیے ناقابلِ فراموش بلکہ عبرت انگیز بن جاتی۔'' داؤد خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔

''یہ ڈنر، یہ گفٹ، یہ سارا ارینجمنٹ، کچھ بھی دل کو خوش نہیں کر پا رہا داؤد۔ آج پہلی بار مجھے احساس ہو رہا ہے کہ آپ کتنا صحیح کہتے تھے۔ یہ سب فضول رسمیں ہیں۔ اتنے ٹف دن کے بعد ابھی آپ کو ریسٹ کی ضرورت تھی لیکن آپ کو یہاں آنا پڑا۔ وجہ؟ یہی منحوس برتھ ڈے۔''

''منحوس تو نہ کہو میری خوشی۔'' داؤد کو برا لگا۔

''سچ ہے داؤد، آج اگر کچھ ہو جاتا تو یہ دن منحوس ہی لگتا نا سب کو۔ اور اگر یہ دن فکس نہ ہوتا تو ہم کل آجاتے پرسوں آجاتے۔''

''یہی بات...... بالکل یہی بات میری سویٹ ہارٹ وائف میں ہمیشہ سمجھانا چاہتا تھا کہ ہم نے برتھ ڈیز اور اینورسیریز کو اتنا اہم سمجھ لیا ہے کہ ایک دن آگے پیچھے ہو جائے تو اتنے پیارے رشتوں میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ میں نے ان باتوں پہ باقاعدہ طلاقیں ہوتی دیکھی ہیں۔ شوہر کسی مسئلے پر پھنس گیا اینورسری کے لیے پہنچ نہ سکا۔ بیگم صاحبہ نے گرینڈ فنکشن ارینج کر رکھا تھا۔ ان کا کپل مثالی تھا، حاسدین نے ہنسی اڑائی، اور بیگم صاحبہ نے بدگمانی کی انتہا کو چھوتے ہوئے طلاق کا مطالبہ کر دیا۔'' خوشی آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

''یہ میرے دوست کی فیملی کا واقعہ ہے خوشی۔ گپ نہیں ہے۔ مغرب کی دان کردہ ان رسومات نے ہمیں ہمیشہ نقصان سے دوچار کیا ہے۔ سیلی بریشن ویسے بھی کی جاسکتی ہے جب دونوں فریقین کو سہولت ہو۔ وجہ کچھ بھی ہو سکتی ہے، برتھ ڈے ضروری نہیں۔ ہر برتھ ڈے اور اینورسری ہمارے ایک دوسرے کے ساتھ گزارے جانے والے برس گھٹاتی ہے۔ سیلی بریشن کسی اور چیز کی کرو۔ ان چیزوں کی نہیں جو ذرا سے مسئلے پر رشتوں میں دراڑیں ڈال دیں۔ تمہاری آنکھ میں آئے آنسوؤں پر تمہارے سسر جی مجھ سے ناراض ہیں۔ سیلی بریشن ناراضی کو جنم دے تو ایسی سیلی بریشن کس کام کی۔'' خوشی خاموشی سے اسے سُن رہی تھی۔

''آپ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں داؤد۔ اور ان تمام چیزوں پر ہم کتنا روپیہ بھی خرچ کر دیتے ہیں۔ اللہ پاک ہم سے کتنا ناراض ہوتے ہوں گے نا۔ ہم اُس کا کوئی مثبت اور سودمند راستہ بھی ڈھونڈ سکتے ہیں۔ اس پیسے کو کسی ایسی جگہ لگا سکتے ہیں جس سے ہمیں دائمی سکون ملے، جو ہمارا صدقہ جاریہ بنے۔''

''میری خوشی بڑی ہو گئی۔'' داؤد نے نعرہ مارا۔ خوشی ہونق ہو گئی اور ہال میں موجود لوگ حیران۔

''اور آپ بچہ بن گئے۔'' وہ چڑ کر بولی۔ تو داؤد نے زوردار قہقہہ لگایا۔

''اب میں بھی سہانی خوشی بن کے دیکھوں گا۔ اب تم داؤد بنو گی۔'' خوشی نے اسے یوں دیکھا گویا اُس کا دماغ چل گیا ہو۔ سب لوگ ان کی جانب متوجہ تھے۔

''داؤد۔'' وہ وارننگ والے انداز میں بولی۔

''جی میری سہانی خوشی۔'' داؤد شاہانہ انداز میں بولا تو سہانی خوشی کھلکھلا کر ہنس دی۔ ہال میں موجود بھی لوگ اس خبطی کپل کے ساتھ ہنس دیے۔

پھول، پتیاں، قہقہے، آسمان پر ٹکے تارے سب کھلکھلا دیے۔

زندگی کھلکھلا دی۔

سہانی خوشی نے زندگی کے قدم سے قدم ملا لیے۔ تاروں کی روشنی ماند لگنے لگی۔ سالگرہ یادگار ہو گئی۔

☆☆......☆☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY